

تفسیر فتح المنان المعروفة تفسیر حفاظی میں کامی بحث

محمد عبداللہ

ایوی ایک پروفیسر، فتح زادہ اسلام کالج، پشاور، پنجاب، پاکستان

Abstract:

The Commentaries of The Holy Quran has different methods in the sub-content. Philosophical method is one of them. Maulana Abdul Haq Haqqani (D:1917 AD) is one of the scholar of sub continent who is the famous for his tafsir "Fath ul Mannan". He replied the objection on Islam those were raised in twentieth century in sub continent. These objections were also put by the modernist, orientalists and missionaries. Maulana Haqqani wrote a rich preface of his Tafseer. In this preface he discussed philosophical topics i.e. the existence of the almighty Allah, the need of the Prophethood, the core of miracles, the miracles of the Holy Prophet and the compilation of the holy Quran. He also discussed authenticity of the Holy Quran and the rest of heavenly revealed books. He was not only elaborator of the Quran but also an active preacher of Islam. He was recognized by the scholars like Maulana Ashraf Ali Thanvi and Abdul Majid Daryabadi. Its preface has been translated in English also. In this article the author discussed that Tafseer and his philosophical issues.

رسنگر پاک و ہندو نیا کاؤ دنٹھے ہے جہاں پر علم اسلام کے ہر پہلو سے احتفاظ رکھتا ہے۔ بالخصوص قرآنی علم و معارف میں، رسنگر میں اسلام کی آمد سے ہی اس پر توجہ دی جانے لگی۔ قرآن مجید کا سندھی زبان میں کلیل باز تجہ بہول ملاود اور اس عربی، ہاری کے ملاود و مگر زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور تقاویں گلنم بند ہو گئی۔ (۱)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۲۷ء۔۱۸۰۶ء) کا اس خط پر احسان غظیم ہے کہ انہوں نے رجوع الی اقرآن کی تحریک رہ پا کی۔ خود انہوں نے فارسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا اصول تہییر پر فارسی زبان میں منظر کتاب تصنیف فرمائی۔ سینی و دوسر تھا جب فارسی زبان کی جگہ اور بھلور عوامی و سر کاری زبان کی حیثیت انتیار کر رکھی تھی۔ اسی دور میں اپنے کے پیش شاہ عبدالقادر (۱۷۴۷ء۔۱۸۲۳ء) اور شاہزاد فیض الدین (۱۷۴۳ء۔۱۸۱۸ء) نے بالترتیب قرآن مجید کا اردو میں با مکارہ اور تلفظ ترجمہ کیا۔ ان دونوں تراجم نے رسنگر میں حزیب اردو تراجم اور تقاویں کی راہ بھوار کر دی۔ شاہ ولی اللہ کے ممتاز شاگرد ہاشمی محمد شاہ اللہ یاتی پنچی (۱۷۶۶ء۔۱۸۲۵ء) نے فارسی زبان میں قرآن مجید کی ایک بسوٹ اور جامع تہییر کیسی جو تہییر مظہری "کے نام سے معرفت ہوئی۔ (۲)

ایسا سلسلہ الذهب کی ایک کڑی تہییر شیخ اہل ان معرفت پر تہییر ہائی میں جو اردو زبان میں ایک منظر حیثیت رکھتی ہے۔ بالخصوص رسنگر میں علم الکلام کے حوالہ سے مذکور تہییر تہییری ادب میں سب سے متاز ہے۔ قبل اس کے تہییر ہائی کے کامیاب روشنی ڈالنے میں مناسب ہو گا کہ مظہر کے حالات زندگی (۳) پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

مولانا عبد الحق ہائی کے حالات زندگی

آپ کا سلسلہ ادب سیدنا علی کرم اللہ وجہ کے بخشش زندگانی اعماں سے ملتا ہے۔ آپ کی اولاد مختلف اوصاف و بلاد میں شامل کئی۔ خوبیہ مظہر الدین طلبی بن شاہ محمد تھریزی اس خالدان ہی کے پہلے برگ ہیں جو بہب تھسب سلطانی صنویہ ہندوستان تحریف لائے اور سندھ و ملکان وغیرہ سے ہوتے ہوئے اور گل زنب عالم گیر کے دور میں شاہ جہاں آبا و (دی) میں تحریف لائے۔ ملاہ کرام نے آپ کا پر جوش استقبال کیا اور دہلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ پہنچ عرصہ بعد دربار شاہی میں ملی ہوئی اور متصب و ملعوب خاص سے بر فراز کیے گئے۔ آپ کو مند صدارت دار الانتاج تھویں کی کی۔ (۴)۔ آپنے ادب کے بارے میں اپنی تہییر میں لکھتے ہیں:

"شیخ اہل ان تہییر اقرآن اٹھکھور پر تہییر ہائی اس بیوقوف کم استعداد، ابو محمد عبد الحق بن محمد ابیر بن حس

الدین بن نور الدین بن خوبیہ جعفر بن خواجه سیم بن مظہر الدین بن شاہ محمد تھریزی کی تصنیف ہے۔" (۵)

مہبد شاہ ہائیک مولانا کے پر رگ دہلی میں اعلیٰ مناسب پر ہائر ہے اور وہیں وہ ریس کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ "ہمارا مکان دہلی میں لاں ڈگی کے قریب، ہاپ اسلام کے نام سے مشہور تھا۔ جس میں ایک طرف دارالحدیث اور دوسری طرف دارالاکامہ تھا۔ ہنگامہ دہلی ۱۸۵۷ء کے بعد سب پکھ سار کر دیا گیا اور خالدان کے لوگ منتشر ہو گئے۔" (۶)

مولانا عبد الحق ہائی قبب گھصلہ گذھ (رثا بیان الدین) میں ۲۲ ربیع اول ۱۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والدین اور والی تھے صدرت میر اس شاہ بیک سے خاص عنایت رکھتے تھے۔ ان کے خلیفہ اور سجاد و شیخ حضرت سید عبدالحید عرف عبد اللہ شاہؒ۔ باحدا

بزرگ تھے مولانا حنفی کو اپنی کے سایہ عاختت میں دے دیا گیا۔ چنانچہ ابتدائی کتب اردو، ہری صرف نجوم وغیرہ خود شاہ صاحب نے پڑھائیں۔ آپ کام عبد الحق بھی حضرت عبد اللہ شاہ نے ہی جو بڑی کیا۔^(۸) جب آپ کی عمر بارہ سال ہوئی تو شاہ صاحب کی بدایت پر آپ کو حضرت احمد شاہ عبد امیر کی خدمت میں وہی بھیج دیا گیا۔ احمد شاہ عبد امیر کے مولانا کے والد خوب پنج اسیں اور ایل تسبیب سے خاص تعلقات تھے۔ چنانچہ اسی بنا پر بڑی شفقت سے اپنے پاس رکھا اور کتب دری پڑھائیں۔ اُخْرَ احمد صاحب کی اجازت سے مولانا سہاران پور تشریف لے گئے اور شیخ الحدیث مولانا عبد الملکی کی خدمت میں روکر تحسیل علم کی۔ بعد ازاں آپ نے کان پور میں حضرت شیخ عبد الحق قادری مجاہد کی کی خدمت میں تحسیل علم کی حضرت شیخ نے آپ کی تعلیمات اور زندگی کو دیکھ کر خدمت سلسلہ قادر یہ عطا فرمائی۔ وہاں سے رخصت ہو کر جون پور تشریف لائے اور مختلف امامتوں سے علم متفق و متفوٰل کی تجھیں کی۔^(۹)

یہاں سے اپنے رفتائے درس کے صراحت صاحبیت ہبھی بھلکھل کے لیے مراد آباد پہنچے اور شیخ الحدیث میں مالم جعلی شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتنا قات سے اس وقت شیخ الحدیث میں بیلی تھی۔ چند روزہ قیام کے بعد علی گز جو اسٹاؤ الاماۃ مولانا عاختت لطف اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کمال و مصالحہ کروائی تشریف لے گئے۔

گیراہ سارا جدالی کے بعد مولانا عبد الحق اپنے آبائی علاقہ سکھلہ گڑھ پہنچے۔ حضرت شاہ صاحب نے اطراف و اکناف کے طالب و مشاہد کو دیکھ کر جلس کیا۔ جس میں مولانا سے طلبی سوالات کیے گئے۔ مولانا نے جس مذاہر میں جوابات دیئے تھے اسی پر ایک خاص ٹوٹ ہوا۔ اس موقع پر حضرت عبد اللہ شاہ نے اپنے اتحاد سے ستارا خلیت باندھی۔ اسی جلسہ میں حضرت شاہ نے ایک تخطیح تاریخی ارشاد فرمایا:

عبد الحق از علم برے خود گلِ یحیید و اذن پر خود وش با غ با غ

پھل کرد گلر سال تمام گلیصل ہاتھ دعا گھٹ و دو ہجڑا فرش باد^(۱۰)

۱۲۸۸ھ میں والدین اور حضرت شاہ صاحب سے رخصت ہو کر دیکھی تشریف لائے اور وہاں سے شیخ الحدیث مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنبد مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدرت یا ایک سال خدمت میں روکر علم طریقت کی تجھیں کی اور خداوند خلافت حاصل کر کے وہی آئے اور شیخ الحدیث مولانا ناصر حسین کی خدمت میں حصہ بھی بھلکھل کی تقریباً سال فرمائی۔ مولانا کی خداوند تکالیفات و ذہانت کی وجہ سے حضرت شیخ الحدیث میں نیابت و دیکھی شفقت فرماتے۔ طلباء سے دروان درس مالک اللہ پر گستاخ ہوئی تو حضرت فرماتے تھے: ”در اوقت کرو جنیں کاشیں عبد الحق آتا ہو گا وہ تپارا جواب دے۔“^(۱۱) خود شیخ الحدیث نے مولانا حنفی کو حضرت کی اجازت اور سنہ موئیں عطا فرمائی۔^(۱۲)

تصنیف ہالیف

مولانا حنفی نے تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف ہالیف کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ چنانچہ آپ کی حسب ذیل کتب اکثر ہمندیہ ہو گا۔

اسنائی شرح حسای:

مدرس اسلامیہ شیخ پور دہلی میں تدریس کے دوران خیال پیدا ہوا کہ سختی دری کتب کی شرح کی جائے۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء میں آپ نے عربی زبان میں اسی شرح حسای عربی زبان میں لکھی جس کو امامت نے بہت پسند کیا۔ ہندوستان کے ساتھ ماتحت جامع ازہر (سر) میں بھی شامل نصاب رہی۔

۲۔ شرح تجہیۃ اللہ البالغ:

آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ کی تصنیف تجہیۃ اللہ البالغ کی شرح بھی جسے ملائے ہوئے ہندوستان کی تحریک میں بھاگا۔

۳۔ عقائد الاسلام:

آپ نے انگریز دور میں مر قبہ کبوتوں کی تعلیم کو دیکھتے ہوئے کہ یقین مسلمان بچوں کو اسلام سے بیانہ ہادے گی۔ دھرمیت اور اخاؤ پیدا کر دے گی۔ چنانچہ آپ نے غالباً اسلام کی دریجہ و ذہنی اخیال رکھتے ہوئے علم الالمام میں عقائد الاسلام کے نام سے ایک بسوط کتاب ۲۵۶ صفحات پر مشتمل لکھی۔ یہ کتاب تجہیۃ اللہ البالغ ۱۹۴۷ء میں انتظام پر ہوئی۔

اس کتاب کو مسلمانوں کے ہر طبق میں قدر و نظر کی نظر سے دیکھا گیا۔ مولانا ہاشم ناظمی نے اس کتاب کے بارے میں کہہ ”اردو میں یہ کتاب لا جواب میں نے اول سے آخر تک دیکھی، لیکن وہ بے کامی کتاب اس زبان میں دیکھنی نہ سکی۔ مظہروں کی خوبی صفت کے کمال کی دلیل ہے کہ کبوٹ نہ ہمار فوج ارجال بال تعالیٰ زیادہ لگتا فضول ہے دیکھنے والے خود یہ کچھ کہیں گے، یہ کسی کتاب نہ ہے۔“

علاوہ ازیں ہو دا حبیب الرحمن، ہیدا اور شاہ کشمیری اور مفتی کمالیت اللہ نے اسی عقائد الاسلام کا تقریبہ تو صرف کی ہے۔ (۱۷)

سچر مائل:

مولانا نے رو آریا اور دنیارئی میں بہت سے مسائل تصنیف کیے ہیں میں احتجاج حق اور شباب کا قبضہ شامل ہیں۔

حصیت اسلام اور تبلیغی خدمات

مولانا حاتمی کے دل میں تبلیغ اسلام کا جذبہ پکوت کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اولیٰ ہنری سے ہی اشاعت اسلام سے آپ کو ناس شفقت تھا۔ لیکن وجہ ہے کہ آپ نے ندوۃ العلماء پاکھوڑہ میں تبلیغ شعبہ قائم کرنے پر زور دیا۔ اس میں آپ کے دو اقدامات کامل ذکر ہیں۔

۱۔ انہیں بدایت الاسلام دیئی:

آپ نے دینی کے تجھیں حضرات کے تھاون سے اسلام کی تشریف اور اشاعت اور غالباً اسلام کا جواب دینے کے لیے ۱۹۴۸ء میں انہیں بدایت الاسلام دیئی کی بنیاد رکھی۔ اس کے تحت بھی جس دی طمہر اوصاص حسب اپنا مسئلہ تیار کر کے نکانہ اچھوتوں میں پیش گئے۔ اس کے ذریعے اہمیت اللہ کی بھی خدمات حاصل کی گئی۔ اسی انہیں کے تحت اگر بھوں سے مناظر ہوئے تو اور بڑائی بھی خصیات اس سے دلاستہ رہیں۔ (۱۸)

۲۔ الہدایت کا وجہ:

مولانا ہی کی تحریک پر ۱۹۵۱ء میں اجمن کی سرپرستی میں ایک ہفتہوار اخبار "الہدایت" کے نام سے جاری ہوئے۔ حکیم محمد اسماق اخبار (مولف حیات خانی) کے نئیم رہے۔ اس اخبار میں فتاویں اسلام کے جوابات اور اجمن بدایت الاسلام کی روپرتوں کا خاص و غیر مثالیق ہوتا تھا۔

وقات

۱۹۵۱ء میں مولانا خانی کو تجویز کیا گیا کہ وہ درس طالیہ الگٹکی صدر درس کا فریضہ سر انجام دیں۔ آپ نے بہت خود مذکور کی تحریک اس خدمت کو قبول کر لیا۔ الگٹکی آب وہاں نے آپ کی صحبت پر ڈالا۔ ۱۹۵۶ء میں ملیں ہو کر دینی تحریک لے آئے۔ مارچ ۱۹۵۷ء میں احمدیہ کی عمر میں وفات پائی۔ مولانا کافیت اللہ اور مولانا کرامت اللہ خان نے تسلیم دیا۔ مولانا احمد محمد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تقریباً ۱۰ لاکھ کے قریب مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت خوبی باقی باللہ کے مرد و انس کے قرب دینی میں متفون ہوئے۔ (۱۴)

تئیر خانی

آپ کی سب سے مزکور الاراء تصنیف تئیر خان معروف پر تئیر خانی ہے۔ یہاں آپ کی چار و ایک سالہ میں شہرت کا سبب تھی۔ سبی و وزمانہ ہے جب سرید احمد خان کی تصنیف "تئیر قرآن" شائع ہوئی۔ جس میں جنت و دوزخ اور لا گلکو غیرہ کی تاویدات بیش کی گئی۔ جن سے قرآن کا منہوم ہی بد گیا۔ اس تئیر کی اشاعت سے مسلمانوں میں ایک بیجان با پیدا ہو گیا۔ دینی کے ملکہ خصوصاً عالمہ محمد رضا عزیز خیج پوری، خانی مژل میں تحقیق ہوئے اور درخواست کی کہ اس کا جواب آپ کیں۔ آپ نے اس کے جواب میں دو ساختات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جو بعد ازاں مقدمہ تئیر خانی کے نام سے ہوسوم ہوئی۔ اس میں سرید مرجم کی انفرشتوں کی اصلاح کے ماتحت سماحت ہاتھیں اسلام کے اعترافات کے متعلق واقعی جوابات دیے گئے تھے۔ چنانچہ کتاب طبع ہو کر اشاعت پر ہیز ہوئی جسے طبق ملکہ نے بے حد پسند فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے تئیر خانی کی تالیف پر توجہ دی جو تقریباً دو سال میں کامل ہوئی۔ تئیر پرے ساز میں آنکھ جلوں میں لکھی گئی۔ تئیر خانی اروزہ زبان میں پہلی تئیر بے جو عالمیں کے اعترافات کو سانسکر کر لکھی گئی۔ ترجمہ قرآن حاصل فرمیں اور دو میں ہے جس کو خاص و عام آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں صرف وحی کی ترکیب بھی دی گئی ہے تاکہ ترجمہ کرنے میں کسی کو مخالفانہ ہو۔ تئیر خانی کی اشاعت کے بعد آپ کی شہرت کو چار پانچ آگے گئے۔ (۱۵) تئیر خانی میں جن ۱۹ کا تراجم کیا گیا ہے وہ خود مفتر کے مطابق درج ذیل ہیں۔

۱۔ اردو میں اس مطلب قرآن کو واضح کیا۔

۲۔ شانہ زوال کو پڑا ہت سمجھ کھلا۔

۳۔ آیات احکام میں اول مسئلہ خصوص کو ذکر کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کو بیان کیا۔

۴۔ غیر ضروری سمجھ کر نکتا ایک ہی قرأت کے موافق و مخالف اور اب کو بیان کیا۔

- ۵۔ وجوہ مختلف میں سے ایک کوب سے قوی کچھ کر کر کیا۔
- ۶۔ محالی اور بلاغت کے مختلف نکات اور آئینہ کو ظاہر کیا۔
- ۷۔ کوئی حدیث بغیر عنت سب صحابہؓ کے نام لایا۔
- ۸۔ نصیل میں جو پچھرہ وابستہ بھروسہ اور سائبن سے باہت بے خود قرآن میں کسی بھجہ بیان وار بے دلائیں کر کے بیان کر دیا۔
- ۹۔ آیات میں بدل دیا۔
- ۱۰۔ حلقہ نیشن کے ٹلوک و شببات، جس قدر تاریخی واقعات یا مہدوہ و محاوہ کی باہت وارد تھے سب کا لازمی اور حقیقی جواب دیا۔ (۱۲)

علم الكلام

عقلاء اسلام کی پوچشیں اور لائل سے باہت کرنا اور حلقہ نیشن اسلام کے ٹلوک و شببات کا ازالہ کرنا علم الكلام کہلاتا ہے۔ یہ دنیٰ علم میں سے ایک اشرف علم ہے۔ اس فتن (علم الكلام) میں باری تعالیٰ کی ذات و صفات و نبوت و ادله و ادلة و علم آخرت کے مختلف جو پہنچاں اسلام کے عقائد ہیں، بحث ہوتی ہے۔ (۱۳)

اس کا آغاز فرقہ مختصر کے ظہور سے ہوا جب انہوں نے علم وقیٰ اور کوئامِ اُمیٰ کے مقابلِ عقل کو معیار قرار دیا۔ مولانا عبد الرحمن حلقی نکھلے ہیں:

”مسلمانوں میں پابند فلسفہ قدر یہ ایک فرقہ پیدا ہوا تھا جس کو مختار کہا جاتا تھا۔ ان کے زادیکی قرآن اور اسلام کی بھی خبر خواہی اور بڑی خدمت تھی کہ وہ قرآن اور تئیر طبیہ اسلام کی حدیثوں کو داہلیات کے ذریعے سے منتشر کیا کرتے تھے اور جاں و افتتہ نہ ہو سکتی تھی، وہ اس حدیث کا اکابر کر دیتے تھے۔ یہ اس لیے کہ ان کے زادیکی اس وقت کا فلسفہ را اسی باہت ہو گیا تھا۔... آج کل بعض ہندوستان کے مسلمان تکفیری حال کے طالبان کرنے میں وہی طرزِ عمل انتیار کیے ہوئے ہیں۔“ مسلمانوں نے مختار کی تمام کوششوں کو بے کار جاتا اور بڑی حقارت کی نظر سے پکھا اور خوب ہی کیا۔“ (۱۴)

ای تھاظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوا تئیر حلقی کا ناکابِ اسلوب کوئی ہے۔ بالخصوص تئیر حلقی کا مقدمہ علم الكلام کی مہاذیات اور خلاف اسلام فرقہ الفکار کا مغل جائز اور زور اور اذراۃ المغارف ہے۔ (۱۵)

”یہ دو سی صدی عیسوی کے کوئی مباحث اور تفسیر حلقی کا تجویزی مطالبہ“

قبل اس کے کہ ہم تئیر حلقی کے کوئی مباحث کا جائز ہیں ماسبِ علمون ہو گا کہ اس دور کے گزری، امتحانوی تہذیبی اور سابق تجدیفات کا احاطہ کر لیا جائے ہا کہ معلوم ہو سکے مولانا عبد الرحمن حلقی کے پیش نظر اور پس مختار میں کون سے مباحث اور مسائل تھے جسے انہوں نے اپنی تئیر میں منصوص بحث بٹالا۔ تھوڑی عیسوی پر پوشت نظر ذاتی جائے تو درج ذیل الفکار و مسائل پر صورت

خواست نظر آتے ہیں۔

- ۱۔ سر سید احمد خان اور جدید علم الکلام
 - ۲۔ سیکی علاوہ اور ان کا محاکمہ اور ادب
 - ۳۔ ہندوستان کی احیائی اگر آر سی سان
- ۴۔ سر سید احمد خان اور جدید علم الکلام

سر سید احمد خان (۱۸۷۸ء-۱۸۹۸ء) جدید دور کے پہلے مذہبی مصلح و مظکر ہیں۔ جنہوں نے بر سیر میں اگرچہ حکومت کے قیام کے بعد ملت اسلامیہ ہند کو درپیش تہذیبی اور نظریاتی و سیاسی جعلجوں سے عمدہ امداد کے لیے اسلام کے عقائد و تعلیمات کی تعمیر نو کا ہجرا اخلاقی اور سیکی مبلغین اور مستشرقین کی طرف سے اسلامی تعلیمات اور تہذیبی و سماقی اقدار پر کیے جانے والے اعز انسانوں کے ازالے اور دین اسلام کے دعائیں وحدات کے لیے ایک نئے علم الکلام کی بنیاد رکھی۔ (۲۰)

سر سید احمد خان نے اپنے اس جدید علم الکلام (جوراں مختزل علم الکلام ہی کا جدید نام ہے) کے ذریعے پروپгаڈ کرنے کی کوشش کی کہ اسلام کے تمام اصول و احکام حصل کے میں مطابق ہیں اور قرآن حکیم میں کوئی ایسی بات بیان نہیں کی کہ جو حصل و مائن اور جدید تہذیب کے متعلق ہو۔ (۲۱)

سر سید کے ایجاد کردہ اس علم الکلام کا بہترین و کامل انکلیمار ان کی تصنیف تئیر قرآن میں ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے تھوس تجدید پسندانہ نظر کے مطابق تئیر قرآن کی خاطر پہنچنے سے اصول وضع کیے ہیں۔ ان تئیری اصولوں کے مطابق اللہ تعالیٰ ہادر مطلق ہے، حاضر و ماضی اور خالق کائنات ہے۔ اس نے وکاف و فائی نواع انسان کی بیانات کے لیے انبیاء و محدثوں کے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود ﷺ کی شالی ہیں۔ قرآن و مسیح موعود کی ایسی تصور کے پر بذریعہ تہذیبی نازل کیا گیا۔ رہ گیا یہ سوال کہ یہ حضرت جبریل کے توسط سے سمجھا گیا یا اس کے الملاع حضور ﷺ کے دل پر اقاہ ہوئے کوئی امیرت نہیں رکھتا۔ قرآن میں کوئی بات اور دست اور خلاف و التہذیب نہیں ہے۔ (۲۲)

سر سید احمد خان کا اہم ترین تئیری اصول یہ ہے کہ ورک آف گارڈین تو انہیں نظرت اور ورک آف گارڈین قرآنی آیات و احکام میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتے۔ پوچکہ یہ دونوں اللہ کے نامے ہوئے ہیں اس لیے دونوں میں ہم اُنکی ضروری ہے۔ یہاں یہ قرآنی آیات کی تصریح تعمیر کے حصہ میں اس اصول کو پیش نظر رکھا جائے گا اور ورک آف گارڈین توافق و تکالیف پایا جائے بخصوص دوسرے قرآنی آیات و احکام میں تائیں لازم ہے۔ (۲۳) اس تئیری اصول کو نظر رکھتے ہوئے سر سید نے قرآنی آیات و تعلیمات کو محتل اور جدید سائنسی نظریات و طبوたں سے تم اُنہکر نے اور جدید ہدایت کے لیے قابل بنائے کے لیے کوشش میں عقائد و احکام کے سلسلہ میں تجدید و انتہا خیالات و آراء کا انکلادی کیا ہے۔ سید محمد عبد اللہ کے تقول تئیر قرآن میں روایات سے بخلاف اپنی ایجاد کو پیش جاتی ہے۔ اس میں اصول بطریق کا راوی نسب ایمن سب کچھ پر اپنی تئیروں سے مختلف طور پر ہوتا ہے۔ سر سید کے انکار کا خود یہ ہے کہ اسلام اکوئی سلسلہ حصل اور اصول تہذیب کے خلاف نہیں۔ دین میں سرفہرست قرآن ہمید تھی ہے باقی سب

پچھلی حدیث، اجتماع اور قیاس و خبر و اصول دین میں شامل نہیں۔ (۲۳)

عبدالحق ٹھانی سید احمد خان کی تصنیف تفسیر لفظ آن کی بابت رقمہ از جیں:

”اگر بدل سید احمد خان بیادر وہابی کی تصنیف تفسیر لفظ آن کی بابت اس شخص نے شاہ عبداللطاد کو ذمہ دہل کر ترجمہ کیا ہے اور باقی اپنے خیالات بالظہ کو جو علمدین یورپ سے حاصل کیے ہیں اور جن کے اجماع کا ان کے زد ویکست قوی اور فلاح اسلام ہے، درج کیا ہے اور بے منابع آیات و احادیث و اقوال مطہر کو اپنی تائید میں لا کر الہام ایسی تحریف کیا ہے۔ دراصل یہ کتاب تحریف لفظ آن ہے کہ تفسیر۔“ (۲۴)

مولانا عبدالحق ٹھانی نے سید احمد خان کے منافی اسلام عقائد کا اپنی تفسیر اور مقدمہ میں تفصیلی تجزیہ کیا ہے اور ان کے اقوال کے خواص اتفاقی و مغلی جوابات تحریر کیے ہیں۔ بالخصوص سید کے اقوال کو ”قوی“ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اقوال سے مولانا عبدالحق کی تجزیہ دوٹھی ہوتی ہے۔ کہیں کہیں الملوک میں شدت ایمانی ہے اور تحریر مناظر ان ہوتی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

”پھر تھا آپ (سرسید احمد خان) یہی نے یورپ کی سرنسیں کی اور آپ ابھی طرح نظری تدبیر جانے ہیں، نہ جد ہی، نہ یعنی، نہ مجرمانی، نہ یورپ کی زبانوں میں دستگار رکھتے ہیں۔ پھر جو آپ کا ایسی تحقیقات ہے، وہ خود پسندی اور عجب سے اس وقت آپ ہیں جن چیزوں کا انکار کر رہے ہیں (وہ یہ ہیں)“

و جو دو ایک کامیاب بریلی و میکانیکیں کا خصوصی

۱۔

شیطان کا اکابر

۲۔

حضرت آدم کا اکابر (آپ آدم سے مراد ہونے انسانی رکھتے ہیں)

۳۔

حضرت آدم کو لانکڑ کے بجدہ کرنے والشیطان کے سمجھ کرنے کا اکابر بلکہ اس تھہ کو آپ انسان کے قوت کے جذبات اور قوت ہمیہ کے تھہ دپر جھوٹ کرتے ہیں۔

۴۔

حضرت آدم کے جنت میں رہنے والوں کے لئے وہیں سے نکالے جائے کا اکابر۔

۵۔

جنت اور اس کے نہادے کا اکابر، علاوہ ادن کے اور خاص خاص چیزوں کا بھی آپ نے اکابر کیا ہے جیسا کہ کل انبیاء پیغمبر اسلام کے تجویزات اور ان کے خوارق عادات، چنانچہ ان ہاتھوں کوہم اپنی تفسیر میں ہر موقع پر ذکر کر کے جواب اس واب دیں گے۔ (۲۵)

انکار آدمی بابت لکھتے ہیں:

”تفسیر لفظ آن کے صفحہ ۵۵ پر آدم کے اکابر سے وہ ذات خاص ہر انسین ہے۔ جس کو موام انسان اور مسجد کے لادا اور آدم کہتے ہیں بلکہ اس سے نوع انسان مراد ہے۔۔۔۔۔ جناب عالی! آپ نے جو بیان اور جو د آدم کا اکابر کیا، کس محل سے؟ اگر دلیل کہاں؟ سکھ اپنا خیال اور اس قول کا یہ جواب ہے کہ اذل ذمہ بات خوب طور میں کر سا جب کشف الامر رہ، کس مرجب کے شخص ہیں؟ ایسا یہی بھی ہیں کہ ان کے قول سے

قرآن کی آیت متروکہ ہو سکتی ہے؟ وہم یہ کہ صاحبِ کشف السرار حاشاہ کو اپنی نیکی کہتے، جو تم سمجھتے ہو۔ یہ
اللہ اہم اہل اسلام میں پڑھیں لاسراپ ہی کا الجاد کر دے ہے۔ (۲۷)

سورۃ البقرہ کی آیت ۱۰۴ فرقہ اسکم البحر فی الجنکم و اخْرَقَا الْفَرْعَوْنَ وَ الْمُ
نَّاطِرُوْنَ۔ (۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

واضح ہے کہ بعض بندوں نے جس طرح اور تحریرات کا انداز کیا ہے، اسی طرح نبی امراء کیل کے میور تکوں کا بھی انداز کیا ہے اور
یہ توجیہ کی ہے کہ جزو مرد تھائیجنی سندھ کا پانی لڑا بھا تھا۔ اس وقت نبی امراء کیل کا اگر رہو تو اور ان کے پیچھے فروں تو اس کا پلٹریا یا تو
اس وقت دریا کا چڑھا تو تھا، وہ لوگ سب ڈوب برے کر مونی کی صائزی سے سندھ کے دو گھنے ہوئے تھے جیسا کہ اہل کتاب
اور اہل اسلام کا اعتقاد ہے۔ (۲۹)

اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت ۱۰۴ اشتعلی موسیٰ نتو نھلا اضراب صاک ابیر۔ (۳۰) کے تحت قلم طراز ہیں:

واضح ہو کر قدیم سے ظاہر ہیں لوگ تحریرات انجیاہ علیہم السلام اور ہور خوارق حادثات کا انداز کرتے چلے ہیں کیونکہ ان
کا سر ان کی صلی کو تھا، بیسی میں جب نیل آتا تو سوائے انداز کے اور کوئی تحریر نہ سمجھی تو اس مقام پر بھی یہی تجوب کیا کہ لامی کے
لدنے سے اس قدر پانی انداز کر جس کو لاکھوں آدمی پی کر بیراب ہوں، ٹکون قدرت کے خلاف ہے۔ حالانکہ یہیں جائے کہ خبر
وہ ہے عجیب و غریب ناخیرات خدا تعالیٰ نے رکھی اضراب کے متین پلے کے ہوتے ہیں اور بھر سے مراد پیازی حصہ ہے،
جس کا مطلب یہ ہے کہ لامی کے سہارے سے پیارا پر چڑھ۔ (۳۱)

سورۃ الہیران کی آیت ۶۰ کا رب ابی یکون لیلہ ان لکھم و سکن (۳۲) کی تفسیر میں عبد الحق حنفی لکھتے ہیں:
چنانچہ نبی مسیح نے اس مقام پر حضرت مریم کو غائب سے روزی لامپنے کا اور حضرت مسیتی کے بے باپ کے پیارا ہوئے کا
انداز کیا ہے اور ناویل کی ہے کہ حضرت میتیل یوسف نجما سے پیدا ہوئے تھے۔ صرف یہ بات قلی کہ رخصت کر کے لے جانے سے
پہلے یوسف، حضرت مریم سے ہم بہتر ہو گئے تھے۔ چنانکہ یہ بات یہودی مذہب میں یہ ہو ملتی ہے جو دو نوں کو شرم و تباہ کا مذہب جب کہ اور ہو اور
حضرت زکریا اور حضرت مریم نے جو فرشتوں سے با تینیں کیس، وہ ان کا خیال ہے جسم یا خواب تھا اور چونکہ اسی مذہب کا یونانیوں میں
روان دیبا مانظور تھا اور ان میں ایسی باتیں تھیں کہ جیسا کہ
ان میں مشہور تھا، اس خرض سے عیناً مطلبوں نے یہ بات مشہور کر دی اور اسی مشہور بات کو مفروضوں نے قرآن کی تفسیر میں لکھ
دیا اور اس طرح لامپنے میں سکھ طبلے السلام کا کوئی کارناور نہیں کے جانور ہنا کہ ان میں پیچوں کا رکار کرنے کو مردہ کو زندہ کر دینا
ہے۔ جس سے دل مردہ کو زندہ کرنا سراوے ہے اور جنم ہالمن کے لدھ کو یہ جدالت دیتا اور بیماری خرض تکب کو شفاء پاندھے ہے اور
کو زمی گواچھا کرنے سے مردہ ہے اور ایسے کھادرات حضرت مسیتی کی تقدیروں میں پیشہ پائے جاتے ہیں افسوس یہ لوگ
صرف ہے نام مسلمان کہلانے کے لیے قرآن مجید کی ضمحلہ ہاولیں کر کے پنا منظکراز ہاتے ہیں۔ (۳۳)

سر سید احمد خان کو بر سخیر میں جدہ ہلکم اللام کا بانی کہا جائے تو نہ لحنہ ہوگا نام اس خط میں ہر سیدی گھر کے گھر۔ ہڑات

مرتب ہوئے بالخصوص مولوی محمد علی لاہوری ہو لانا خوب سب احمد دین، عبدالحکیم ہالوی، حکیم احمد شجاع الدلوی اور نعلام احمد پوری دین کے نام
نایاں خود پر لیے جائیں ہیں۔

سُکنی مٹا و اور ان کا معاملہ انہ اور

انہیوں میں صدی ہیسوی کا آغاز اگر ایک طرف سلطنتی مغلیہ کے زوال کا نقطہ عروج تھا تو دوسری طرف سُکنی سرگردیوں میں
غیر معمولی جوش و خروش کا بھی چیز خیز ہاتھ ہوا۔ مختلف ماں اک سے سُکنی جوش و جذبہ سے سُکنی پاری ہندوستانی مسلمانوں کو پہنچ
دیئے کی غرض سے جو حق در جو حق آنے لگے۔ اس تھوڑی میں مشریوں اور بعض غربی جامعات کے امامتوں کے علاوہ انگریز حاکم
بھی شامل ہو گئے تھے۔ بعض کمزوریاں و قتیدیں کے حوال مسلمان حربال ہو رہے تھے۔ (۳۲)

فرانسیسی مستشرق گاریاں رہا تی لکھتے ہیں۔ سُکنی بلغین اپنا نہ ہی جوش ظاہر کرنے کا کوئی تھہ تھہ سے جانے نہیں دیتے
تھے۔ چنانچہ میاںوں، کے موتووں پر جو نہ ہی اور تجارتی دنوں اہمیت رکھتے تھے۔ ہندوستانیوں کے جم غیر میں وہ اپنے خیمے کا لیے
ہیں وہ اس لفڑی اور روڈی کرتے ہیں۔ وہ اپنے تکمیر کرنے ہیں۔ (۳۵)

محمد صوبہ جات کے حاکم اعلیٰ سر دیم بورنے اپنی کتاب The Life of Mahomet میں جہاں قرآن حکیمی
حکایت و حادیث کے بارے میں ٹکڑوں و شہابات کا اکلہہ کیا ہیں جو شیر اسلام کے بارے میں روایتی تصور کا اکلہہ کیا۔ (۳۶)
یہ کتاب جس کن پادری ہی۔ جی ناگذر کی ایسا پر کھسی۔ خود ناگذر کی کتاب ”بیزان الحق“ زیر ناکی اور اسلام و دینی میں سب
سے بڑا ہد کرتی ہی۔ جس میں اسلام قرآن اور مختصر اسلام پر اعتراضات کی بھرماری کی گئی تھی۔ (۳۷) اسلام سے اندھہ اور اقتدار کرنے
والے پادری عادوں کیں پانی پتی ہیں۔ (۳۸) پادری ماسٹر رام چندر (۳۹) اور پادری صدر علی (۴۰) جو اسلام و دینی میں بہ نی
پادریوں سے بھی دو قدم آگے ہے۔ چنانچہ مذکور پادریوں نے بالآخر تسبیح اپنی کتابوں بدایت اسلامیں تحریف لفڑی قرآن اور نیاز نامہ
میں بطور خاص قرآن حکیم اور مختصر اسلام کو طعن و تشنیح کا فنا نہ بنایا۔ چنانچہ مذکور، کب اور اس دور میں کھسی جانے والی وغیرہ کتب میں
بالعموم درج ذیل بہ احتد پر کھام کیا گیا ہے۔

۱۔ قرآن مجید اسی قتل میں محفوظ نہیں بلکہ اس میں تحریف ہوئی ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں کوئی تی بیان نہیں ہے بلکہ تواریخ بذبور اور انجیل سے ماخوذ ہیں۔

۳۔ کتاب مقدس (Bible) کے مطالب قرآن کے خلاف ہیں اس لئے قرآن کتاب الہی نہیں ہے۔

۴۔ محمد رسول اللہ کو دینی آئی تھی بھکر صرع کی نیاری تھی جس میں آپ جلتا تھا۔

۵۔ نبوت دریافت کے لئے بخراست خروی ہیں مگر رسول اکرم مصلی اللہ علیہ وسلم سے کسی تحریر کا صدور نہیں ہوا۔

۶۔ کب اپنے میں رسول اکرم ﷺ کے بارے میں بیثارات نہیں ہیں۔

۷۔ اسلام جہاد کے ذریعے سے پھیلا ہے۔

چنانچہ عبدالحق حمالی نے تئیر اور اس کے مخدومیں مذکور، با اشتہاٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے مفصل احاجی کی ہیں۔ کب

مقدار (Bible) کے بارے میں لکھتے ہیں۔

یہ کہ مقدار جو باطل اعلیٰ کتاب کے اتحادیں ہیں اور جن کی خلافت سے قرآن پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کلام الہی یعنی یہ ہے؟ کیونکہ علیٰ قرآن و انجیل و زبور ان کے نام مفترکرنے سے یہ کلام الہی نہیں ہو سکتیں۔ کیا لوہے کا نام چاندی رکھتے سے چاندی ہو جائے گا؟ پس اول مرتبہ یہ فہرست کرنا ضرور پڑے گا کہ جس قرآن و انجیل و زبور کا قرآن میں دکھ بے دلی ہے جسیں کتابیں ہیں اور اس امر کے ثبوت میں کہنا کافی نہ ہو گا کہ اگر یہ دلی کتابیں نہیں تو اصل کتابیں تم لا کر دکھا کر دکھ جس ان اعلیٰ کتابوں کا باقی اسلامہ یہودوں انصاری صفوی سالم پر وجود یہ نہیں تو کوئی کہاں سے لا کر دکھائے؟ یہ کتابیں بلا تفاوت دلی ہی ہیں کہ جس طرح ان کو ان کے مولفین نے تصنیف کیا ہیں اس کا ثبوت کتابات سے ہے کیونکہ باقی اسلامہ اعلیٰ کتاب باب کے باب اور بہت سے آیات ان میں لوگوں نے دلیل کر دیئے ہیں۔ چنانچہ پادری ہادر (مباحثہ نی ۲۱) میں خود مقرر ہیں کہ تجھنا لا کو ڈریں لا کو جگداں کتابوں میں تلفیض و ترقی ہو گی، جس کو دو لوگ رینگ کہتے ہیں۔ (۲۲)

سورہ الہیران کی آیت ”لَا أَكُرِهُنَّ إِنَّمَا يَعْصِي اللَّهَ مَنْ يَشَاءُ“ کے تحت لکھتے ہیں:

پس جہاں سے یہ غرض نہیں جو مخالفین سمجھتے ہیں بلکہ دنیا سے شر و خدا کا دفعہ کرنا اور تیخات کا مٹانا اور دنیا کے ناپاک کرنے والوں کی شوکت کو توزنا، سو یہ میں تھتنا نے رہا تھا اور تیرپتی سلطنت آسمانی ہے جس کے غیر کی حضرت سیدی اور حضرت مسیحی اور حضرت موسیٰ علیہم السلام پڑھ دیجئے جاؤ اس جہاں پر اعزاز پس کرنا مصلیٰ علیہم پر پھر پھیل جائے۔ (۲۳)

اسی طرح سورہ الہیران کی آیت ”لَا جَهْنَمَ لِمُلْكِهِ إِنَّمَا يَعْصِي اللَّهَ مَنْ يَشَاءُ“ (۲۴) کے تحت رقم طراز ہیں:

ایک پادری نے ایک کتاب لکھی ہے۔ (۲۵) اس میں جانجاہا بہت کر کے (کہ قرآن کی نالوں بات تو رہا سے، فلاں حالموہ سے فلاں بھدا سے فلاں انجکی سے) خلیل پھر پیچکے ہیں۔ پھر قرآن کی کیا ضرورت تھی؟ پادری لوگ جس طرح راست بازی اور انساف سے بے بہرہ ہیں، اسی طرح ناریں غرب سے بھی بے بہرہ ہیں۔ اذل تو ورقہ اور زیب ہرگز سابلی نہ تھے بلکہ وہ حدیں میں سے تھے۔ اور صالیٰ نثار دپرست قوم تھی۔ دو مساپیوں کا کوئی فرقہ تو رہا و انجکیں اور ان کی رواجتوں کو نہیں مانتا تھا۔ اب یہی بات کہ حالموہ اور یہودیوں کی دینگ کتابوں میں حضرت پر ایکم طالیہ السلام کے حصوں کا قرآن کے مطابق پایا جاتا ہے ممانی الہام نہیں۔ کیا الہامی بات کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام ہماری کتابیں کے برخلاف ہو؟ (۲۶)

کہ باقی میں رسول اکرمؐ کی بھارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

آخرست ملی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کی تمام انبیاء کرام بھارت دیتے چلے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ وہ فصل اپنے نہ کے لئے بہت سے بھارتیں نکال دیں اور بہت کوادیلات اور تہذیب کے ذریعے سے بدال دیا گئے پھر بھی جس طرح سے ڈھنے پھونے مکان کے نکان باتی رہ جاتے ہیں، اس تدریجی ہیں کہ اتنی بڑا راست اور کسی کے لئے ہاتھ نہیں۔ قرأت اور دینگ کے صحیح انبیاء، علیم السلام حس کتاب دانیاں وغیرہ، زبور و انجکیں و مکاشفات تو یو جھاتیں کہیں بطور ایوال اور کہیں نام پاک مخدیاً احمد کے تصریح ہے۔ (جس اکثر جسم فارغ تحریک، پھر بدال کرو گلیں یا مسمی، پھر اس کو چور کر روح بنالا) بلکہ ڈرکی ویہ اور پارسیوں کے دماثیہ میں بھی حضرت

تئیریخ اہل ان معرفہ پر تئیر ہائیس کھائی بحث

محمد کے تھوڑا ذکر ہے۔ چنانچہ اس بارے میں بعض علماء نے نہادت تفصیل سے کتابیں لکھی ہیں اور کیوں نہ ہوتا، آپ تمام انبیاء، پیغمبر اسلام کے سرہان ہیں۔ (۷۲)

ایسا طرح تئیر ہائیس میں الہیت سمجھی، الیت سمجھی، عقیدہ، کفار و قرآن حکیمی ہدایت، مدد و دین اور مضامین و علم

قرآن پر بھی عمداً استدلال کیا ہے۔

۳۔ آریہ سماج اور اسکے انکار کارکرد़ہ:

انہوں مددی میوسوی کے ربع آخر میں جیسا مختلف علم و فنون میں ترقی ہوئی و یہی نظر ہندوستان میں مختلف مذاہب کی تحریکوں کا بھی احیاء ہوا۔ انہی تھاریک میں ہر جھومن (۲۸) اور آریہ سماج (۲۹) بھی تھیں۔ بالخصوص آریہ سماج کے بالی سوائی دیانت نے شاق و ہر بیوں کو اگر یہ بنائے کی کوشش کی اس غرض کیلئے قدم ہدومت میں پچھا صلاحات کیں۔ علاوہ ازیں ایک کتاب پیتا تھوڑا کاش، کے نام سے لکھی جس میں بعد ازاں چودھویں باہ انسانی کیا گیا جس میں حضور اکرمؐ کی ذات و اقدس پر باز پایا تھے کے لئے۔ اس کی سرگرمیوں کا مرکز ریاست بھارت پر قصر اور خوف تھی۔ تاکہ ملکاں نہ راجیوتوں کو مردہ بنا جائے اس لئے بھی کہ یہ لوگ برائے نام مسلمان تھے چنانچہ کم اور امام خان وغیرہ دامد کئے تھے۔ پہلے ہمیشہ ناکح کرانا اپنے حصہ میسر کر رہا تھا۔

مولانا عبد الحق ہائیلی نے اس غرض کیلئے عملی الدالات کے اور علماء کی ایک جماعت کو ان علاقوں میں پہنچا، اس غرض سے انہیں ہدایت الاسلام بھی تھام ہوئی۔ علاوہ ازیں عبد الحق ہائیلی نے آریہ سماج بالخصوص سوائی دیانت کے اسلام پر تئیر اسلام و قرآن حکیم پر اندرستاد کو اپنی تئیر میں تحریر کر کے رکھا ہے۔ (۵۰)

قرآن حکیم کی ہدایات، مدد و دین اور ہدایت کے ذیل میں ہدومت کی کتب کے بارے میں بھی لکھا ہے، چنانچہ قلم طراز

ہے:

ہو دیجی اپنی کتابوں کو الہامی کہتے ہیں، کو ان کا قرآن میں کوئی تفصیلی ذکر نہیں ہے۔ مگر ہر الہامی کتاب پر ان لانا ہم اہل اسلام پر غرض ہے۔ اس لئے ان کی تھیت کرنا بھی ضروری ہوا۔ واضح ہو کہ ہدو یک چاروں دین، رُگ و دین، سمجھ دین، ہمام دین اور اقبر و دین کے منہ سے ٹلے ہیں۔ پچھو مذہبیں و دین سے لے کر تاریخی و اتفاقات کوں سن کر پڑنے تو نہ تھیں کی ہیں۔ پھر یہ تو کسی طرح کہب اسی نہیں ہو سکتی بلکہ اہم ان کی تھیت سے دست بردار ہوتے ہیں۔ مگر اس قدر یاد رہے کہ یہ سب کتابیں اہل ہدومت کے رزو یک مختبر اور دینی ہیں؛ دینیوں اور پرانوں کے مصنف ایک دو شخص نہیں بلکہ متعدد لوگ جمیول الحال ہیں جب ان کو کس طرح الہامی کا دم ملا جائے۔ مضامین بھی اس کے اس ہاں نہیں کہ ان کو الہامی کیا جائے کیونکہ اس پر حقیقتی اور ستاروں کی پرستی وغیرہ وغیرہ تھیں اس میں اور اس کے فیض پر انوں میں بے کر جن کو کوئی اہل محل تسلیم نہیں کر سکا۔ (۱۶)۔

صرف نہیں بھی محدود مقامات پر توریت، زیور، دعا یا (زرت کی مذہبی کتاب) رُگ و دین، سمجھ اور قرآن تعلیمات کا تقابل بھی کیا ہے۔

خلاصہ بحث

تیریخ اہلان معرفہ پر تیریخ اہلیں کوئی بحث

مولانا عبدالحق حنفی نے جس ماحول میں آگئے کھوئی۔ اس میں عقایق اور جدی ہیت کا نہاد شہزادخان اگرچہ وہ نے ہندوستان پر اپنا قبضہ ہا لیا تھا صرف مغربی ملک کو فروغ دیا جا رہا تھا بلکہ مختلف ممالک سے اُنے والے تھی ممالک کے دول و حرض میں تسلی طبع بلد کے ہوئے تھے۔ حاکم وقت اور مغربی جامعات کے امامتہ بھی ان کی پشت پر تھے۔ اور یہ سان کے ہانی دیانت درسویتی بھی ممالکوں کے میدان میں تھے۔ سیکھی وہ دور تھا جب ہندوستان میں ایک ائمہ نبوت کا بھی طیور ہوا تھا۔ ایسے میں مولانا عبدالحق حنفی نے اپنے آپ کو علم و استدلال کے زیر سے ملک کیا تو اس کے پڑے پڑے ملاد و مٹان، جسہ شیخ سے محیل علم کرنے کے بعد مذکور تحدیات سے منٹے کیلئے میدان میں آتے۔ تمنیف و تالیف کے میدان میں بھی جنڈے۔ گاڑے ممالکہ اور میدان بھی خالی نہ تھا اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ، اسلام خالق پر دینگانہ، کا جواب دینے کیلئے محلی اللذات کے لئے بجا طور پر آپ کو "رئیس الحکمین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی تصنیف "اصحوص تیریخ اہلان معرفہ پر تیریخ اہلیں" میں سعیہ کے کوئی مباحثہ پر ایک یادگار کتاب ہے۔ جس کے اڑات المعدن تیریخ ادب اور کوئی ادب پر نظر آتے ہیں۔ مولانا اشرف علی قانونی نے اپنے مقدمہ تیریخ میں کھاہے پر اکابر کو مباحثہ مختلف کتب میں ہوئی تھیں اور اپنے تھیں۔ مولانا اشرف علی قانونی نے اپنے مقدمہ تیریخ میں کھاہے پر اکابر کو مباحثہ مختلف کتب میں ہوئی تھیں اور اپنے تھیں۔ اس لئے اپنے مذکور میں تیریخ حنفی سے بھل کر دیا گیا ہے۔ (۵۲) مولانا عبدالحکم و دیا آبادی (م: ۱۹۷۰) نے اسے مدرب فیز سے ملاحظہ کرنے والوں کیلئے عقیدہ قرار دیا۔ (۵۳) تیریخ حنفی کے مقدمہ اہلیان کا اگرچہ یہ تجدید بھی ہو چکا ہے۔

حوالہ جات و حوالہ

- ۱۔ تحریکات کیجئے دیکھئے: قدماء، محمد سالم، بدھ مذاہی مistrی اور ان کی مرتب تیریخی، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۷۳ء۔ مسلم عبدالحکم اشرف الدینی، تراجم آن حکم کے کاروبار احمد قدری کتب خانہ۔ گلشنی، ۱۹۸۱ء۔
- ۲۔ تراجم حکم کے کاروبار احمد، جواہر المکور، مس ۲۶۷۔ ۱۹۸۱ء۔
- ۳۔ پائی چیز مختار، احمد، چشمی تیریخ مظفری، احمد، سعید بھٹکی، گرائیبی، وہروہ۔
- ۴۔ مولانا عبدالحق حنفی کے ملاحت اگرچہ، کتب میں ہی مذکور ہیں اور سب سے زادہ مختصر ملاحت ہے اس جو آپ کے شاگرد نواس مولانا جان نجی ناول (م: ۱۹۷۰) نے "کاکول جان نجی" کی صورت میں بھر کر کھا تھے۔ مولا نوسوف نے آپ کی مدت میں کاٹ گئی تھیں اور ہر بھے مولانا حنفی جب ہی پکھ ملاحت بیان کر تے تو پورا اپنی کھوکھ میں بھر کر پیٹھے اپنے ملاحت کو دیکھ کر اپنے ملاحت کی تخلی نہ۔۔۔ لیکن آگر حرض ملوٹ میں جلا جائے۔ ایسے میں اپنے رشی نواس حکم میں اسماق حنفی کو کھا بیر۔ پیاس مالد، شیخ میں اپنی نزدگی سے مایوس ہو چکا ہوں۔ زملاک الماری سے بیری کھوکھ ایاں اور کالبی کے اخزی سلح پر بگر تھا۔ اسوس میں حیات حنفی تکھے۔ اب اس بند موت کو حکیم میں اسماق ملاد ایمان ہیں گے۔ چنانچہ حنفی حنفی کے حنوان سے پر ملاحت حکم میں اسماق نے ۲۶ جون ۱۹۷۱ء، میں ایم بند کھا اور آپ کی معرفہ کتاب "علاء الدوام" میں سعیہ کے طور پر ملاحت ۱۹۷۲ء میں درج ہیں۔ دیکھئے۔ حنفی علاء الدوام، اور ۱۹۷۱ء مارچ میں، ۱۱۱ دلائل، ۱۹۸۱ء۔
- ۵۔ حنفی، عبدالحق، علاء الدوام، دوال، مذکور، مس ۲۵۸۔

تفسیر نئج المذاق معروف ہے تفسیر ھلائی میں کلامی بحث

Religious Thought of Sayyid Ahmad Khan, Lahore1971, P 268.Islamic

Rationalism in the SubContinent P135-211Saeeda Iqbal

- ۲۱۔ سید محمد عبداللہ مریض الدین خان اور ان کے مامور رجاء کی اور میڑ کا قبیل بگری جائزہ، مختار و قومی زبان، اسلام آباد، جولائی ۱۹۴۷ء۔ ۳۳۷۷ جلد اکامہ مون
 - ۲۰۔ کاظم اور روشنات اسلامیہ لاہور، سی ۱۵۶۔ ۱۹۵۱ء۔
 - ۱۹۔ مریض الدین خان تبلیغی طرز آنچھے صوبائی تبلیغی دوستیوں پس لہور، ۱۹۵۱ء۔
 - ۱۸۔ مریض کے صوبائی تبلیغی مطالعہ کیلئے دیکھنے والیں اخراجی گوری مریض کا تبلیغ کا بنیاد اصول تپڑا، اپنے تبلیغ دریچیلٹ اسلامی علی اکرم
 - ۱۷۔ (جو لوائی تبلیغ ۱۹۶۰ء) ۱۹۶۰ء۔
 - ۱۶۔ سید عبداللہ مریض الدین خان اور ان کے مامور رجاء کی اور میڑ کا قبیل بگری جائزہ جو اور نگر سی ۲۲۲۲ نزد دیکھنے، مجید ارشد در سطح میں تبلیغ آنکا کوئی دو اواب بگرفتار، (۳۰:۲۱)

تیریخ اہل معرفہ پر تیریخ ہائی کوئی بحث

- ۲۵۔ حنفی، عبد الرحمن تیریخ ہائی، جواہر الدکور، مکتبہ مس ۱۹۷۶ء۔
- ۲۶۔ اینڈیا اس ۱۶۔
- ۲۷۔ اینڈیا اس ۱۶۶۔
- ۲۸۔ اینڈیا اس ۱۶۷۔
- ۲۹۔ تیریخ ہائی، جواہر الدکور، مکتبہ مس ۱۹۷۶ء۔
- ۳۰۔ اینڈیا اس ۱۶۸۔
- ۳۱۔ تیریخ ہائی، جواہر الدکور، مکتبہ مس ۱۹۷۶ء۔
- ۳۲۔ اینڈیا اس ۱۶۹۔
- ۳۳۔ تیریخ ہائی، جواہر الدکور، مکتبہ مس ۱۹۷۶ء۔
- ۳۴۔ کار سال نامی، طبلات (مترجم: جوہڑا عبد الرحمن)، جگہن و قیارہ، پاکستان ۱۹۷۲ء، اس ۱۶۰۔
- ۳۵۔ اس دور کی سچی سرگرمیں کیجئے دیکھئے۔ اسلامی، زنگیں کا یاں، یونیورسٹی، ٹکٹر یعنی دلی سرسید احمد نائل، رہنماء اس باب بحث و مذکور، اردو، اکیڈمی، مدد و نفع۔

۳۶۔ Pre-Mutiny India, Press Ltd, UK 1973 Prowell, A.A. Muslims and Missionaries in
مقابلے اے پی ای ڈی جوہڑا عبد الرحمن کی سی جیئنہ مذکور، تحقیقی ادارہ، پاکستان ۱۹۷۲ء، اس ۱۱۸۔

Muir, William The Life of Mahomet and the History of Islam ۳۷

To the Era of Hegira, London, 1861

- ۳۷۔ سی۔ تی. گانڈر نے اسلام سے متعلق اور جنہے کے تھے محدود کتب پر کہیں۔ گران میں سے زیرِ اسکے کتاب پیرزاد اخشن خی، جو کمری، ناری، انگریزی اور اردو بوس میں شائع ہوئی۔ دیکھئے رام کا مقابل جواہر الدکور، مکتبہ مس ۱۹۷۶ء۔
- ۳۸۔ پادری خالد الدین (۱۸۵۳ء- ۱۹۰۱ء) میں امر تحریر میں پاکستان اسلام کی تحریک سے پادری مولوی سے پادری ہن کے۔ گلگت اور لارا پور میں پادری کے معبود۔۔۔
- ۳۹۔ پادری خالد الدین کے تھے جو اسلام کی تحریک سے محدود کتب تصنیف کیے۔ ان کتب میں پادری گانڈر کے انکار، مذکور مذکور کے تائی اظر اُنیں ہے۔ جوہڑا ہائی نے پاکستانی مذکور میں بوجات اسلامیں کہلے تو لارا پور ۱۸۷۸ء اور تحقیق اولیان ایڈیشن، کتابیہ پیش امر تحریر اخشن کا جواب ہے۔
- ۴۰۔ رام پندرہ پادری پر یقین اخزن، طبع سندری میں امر تحریر ۱۸۷۸ء میں مطبوع۔
- ۴۱۔ صدر جلیل پادری، یادداشت، مٹھی پیش اماں اگر، ۱۸۷۸ء۔
- ۴۲۔ عبد الرحمن ہائی اس مقام پر اس مذکور کا مقابلہ۔۔۔ رہے ہیں۔ جو جوہڑا عبد الرحمن اور پادری گانڈر کے درمیان کبیر آزاد (اگر) میں ہے جس ۱۸۵۳ء میں ایسا۔۔۔ تعلیل کیجئے۔۔۔ نادی، عبد الرحمن، العاظر و مکبری، المطاعن اسما ایڈیشن، ۱۸۷۰ء، عبد اللہ اکبر آزادی، مذاہدہ عربی، مطبوع صوبہ ایکر آزاد ایڈیشن، پادری خالد الدین کی تحریک اخشن، ایسا۔۔۔ ایسا۔۔۔ باقاعدہ فخر الممالک دلی، مکمل۔۔۔
- ۴۳۔ تیریخ ہائی، مکتبہ مس ۱۹۷۶ء۔
- ۴۴۔ تیریخ ہائی، مکتبہ مس ۱۹۷۶ء۔
- ۴۵۔ ایل نگران، ۱۹۷۶ء۔
- ۴۶۔ اشارہ پادری خاکرداں کی کتاب مد نظر مذکور مذکور اخزن کی طرف ہے۔
- ۴۷۔ تیریخ ہائی، مکتبہ مس ۱۹۷۶ء۔

تیریخ اداان معرفہ پر تیریخ اداان کوئی بحث

۴۷۔ تیریخ حلقی، مقدمہ، ص ۱۰۰۔

۴۸۔ بر صحیح ادای کا اعلیٰ رام موسیٰ رائے (۱۸۲۲-۱۸۲۳) تاریخ ۱۸۵۸ء میں جو حلقہ کی بنیاد کی گئی۔ بتہ ہے تھا۔ وادیٗ سپاہی اور قیکر کی رسم کے خلاف آمد اخراجی، لیکن یہ عبد اللہ پیغمبر نبی کی عبادتی میں مدد حلقہ کے نظر ان کی ادائیگی۔

۴۹۔ آریہان کا اعلیٰ سوانح دیانت درستی (۱۸۲۲-۱۸۲۳) تاریخ ۱۸۵۸ء میں آریہان کی بنیاد کی گئی۔ اسی پر یہ کا متصدیت ہے تھا اور ٹرک کا خالص تقدیم ہے۔ مذہب کے مذہب کو نہ کہا تھا۔ سوانح دیانت نے اسی مذہب کے روشناؤ سے مذاہلہ کی۔ ۶۰۔ آنہ ہیں کسی من میں زیادہ تیریخ اداان کا اسی ہے۔ مذہب ملا۔ نے اس کا احباب دیانت، اور ترسی نے اس کے حواب میں اسی کاٹ کیا۔ دیکھئے۔ مذہب مول ہے۔ مذہب نام کا خالص مطابق ملم

۵۰۔ حلقہ ارادہ، ارادہ لارڈ، ۲۲۲، ۲۳۲، ۲۴۰، ۲۴۱۔

۵۱۔ حلقی، عبد الرحمن، مختار اسلام، جواہر تکریہ، ص ۲۹۸۔

۵۲۔ قانونی باشرفتی، بیان اخراج، سینکڑائیں لاکھ (س۔ ل) نامہ، ۲۔

۵۳۔ دریا وی، عبدالمجید تیریخ اداان کی پہنچ لاکھ